ہر چیز مٹی، بدلی لیکن جمنا کی روانی قائم ہے ہاں قلعۂ سرخ کے سائے میں لہروں کی جوانی قائم ہے
ملتے ہیں پتھر مٹی میں، مٹی پر پانی قائم ہے عظمت کے فسانے ختم ہوئے عبرت کی کہانی قائم ہے
اے دور سے آنیوالے تجھے کس شے کی تمنا لائی ہے

یہ پردۂ آب ہے پردۂ سیمیں اور تماشائی دنیا کتنے ہی فسانوں کے منظر دکھلاتی ہیں اس پر عکس اپنا
تصویریں چلتی پھرتی ہیں، ہے سارا کھیل یہ جادو کا ہے پردہ صاف کا صاف مگر جونہی کہ تماشا ختم ہوا
اے دور سے آنیوالے تجھے کس شے کی تمنا لائی ہے

غزل

از منظر صاحب امروہوی

رندوں کو مل رہا ہے توبہ کا اک بہانا ساقی شراب لانا! ساقی شراب لانا
صبح شباب! توبہ کیا وقت تھا سہانا رنگیں تھی ہر حقیقت دلکش تھا ہر فسانا
اے انقلاب دنیا، اے گردش زمانا دل مائل جنوں ہے اب سامنے نہ آنا
شبنم کے چند آنسو بجلی کا مسکرانا سو طرح کہہ رہی ہے فطرت مرا فسانا
میں دل کی دھڑکنوں میں کچھ زندگی تو بھر لوں کچھ دیر مسکرا لو پھر چاہے روٹھ جانا
یہ بھی ترے کرم کی دلچسپ داستاں ہے دنیا سمجھ رہی ہے جس کو مرا فسانا
خودداری جنوں پر الزام آنہ جائے اے میری چشم حیراں جلووں میں کھو نہ جانا
داد وفا کا تم سے طالب نہیں ہے کوئی
افسانۂ منظر کو تم سن کے بھول جانا